مولانا محمد اعزاز علی شاہ *

فانی فی اللہ، باقی باللہ ہوئے

حیف صد حیف! قلم کا جگر کیوں شق نہ ہو اور دل و دماغ کیوں جواب نہ دے۔ جبکہ کسی ایک متاع عظیم کے کھو جانے کے ماتم سے فارغ ہوتے ہی اپنی دوسری متاعِ دین و دنیا سے محروم ہونا پڑا۔ ایسا لگتا ہے کہ علم وفضل، زہد و ریاضت، اور ادب و صحافت کے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ہم مسافروں کو شبِ دیجور کے حوالے کر رہے ہیں۔ بیسویں صدی کی ابتداء تو درحقیقت حزن ثابت ہونے لگا ہے۔ کہ جو ستارہ غروب ہوا کسی نعم البدل کی شکل میں دوبارہ اُبھر ہی نہ سکا۔ قافلہ حق وصداقت کے آخری سپاہی بھی کتنی تیزی سے ایک ایک کر کے دارِفانی کی سرحدیں عبور کرتے چلے جارہے ہیں۔

ابھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اپنے جوان سال شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیب خان شہید رحمہ اللہ کی جدائی پر نوحہ کناں تھی کہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ بمطابق 26 فروری 2014ء کو سحری کے وقت جبکہ سپیدۂ سحر آفتاب عالمتاب کے طلوع کا مژدہ سنانے والا تھا۔ دنیائے علم و ادب کا آفتاب و ماہتاب بیسویں صدی کی تابنا کی اور درخشانی کے بعد یکا یک غروب ہوگیا اور علم و دین کے ایوانِ شریعت میں اندھیرا چھا گیا اور گلستانِ امام المتکلمین، صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی رحمہ اللہ کے آخری سدا بہار، گل سرسبد مُرجھا گیا یعنی حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب، جو دارالعلوم حقانیہ کے محفلِ دوشین کا وہ چراغِ سحر جو پچھلے چار سالوں سے حوادثات وانقلاباتِ زمانہ کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر بھی ٹمٹما رہا تھا اور بزبان حال فرما رہے تھے کہ ۔

کوئی دم کا مہمان ہوں اے اہل محفل
چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

بالآخر ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ کے آخری ہفتہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خموش ہوگیا۔ اور اب علم و تحقیق کا عالم اُجڑا اجڑا سا ہے۔ دفاعِ دین اور ادب و تنقید کی رزم گاہوں میں سکوت مرگ سا طاری ہوگیا ہے۔

ہم کو دعویٰ خودستائی کا نہیں فانیؔ مگر
ملتے ہے دنیا میں ہم جیسے قلندر خال خال

---

* متخصص دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت فانی صاحب رحمہ اللہ ابھی عالم میں تھے کہ اپنے عظیم والدِ متکلم عصر مولانا عبدالحلیم زروبویؒ اور اپنے نامور استاد ومربی ، مشفق ومہربان سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہم العالیہ نے انکی نشأۃ وتربیت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی کہ خدانے چاہا تو آگے چل کروہ خانوادۂ حلیمی اور دارالعلوم حقانیہ کی عظمتوں کوقائم ودائم رکھ سکیں گے ۔اس مثالی تعلیم وتربیت نے مرحوم کوآغازِ شباب ہی میں علم وادب کے میدان میں ایک بارآور درخت بنادیا۔اوراگر یہ درخت اتنی جلدی بادِخزاں کے ہاتھوں یوں نہ اجڑ جاتا تو یقیناً اور آگے چل کرشجرہ طوبیٰ بنتا۔مگر اللہ کی مرضی کے سامنے کس کی چل سکتی ہے۔

حضرت فانی صاحبؒ ۱۹۷۰ میں دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ ہوگئے ۔اوراس وابستگی کوآخری دم تک ایسا نبھایا کہ بڑے بڑے محرکات اور دواعی سے بھی ٹکرا کردارالعلوم کی قوت لایموت اور کفاف پر قانع رہے اورتفسیر وحدیث اورفنون کی اعلیٰ کتابیں مثالی صلاحیت اورعبقری انداز میں پڑھاتے رہے۔اس دوران اپنے ہزاروں تلامذہ کومستفید فرماتے ۔پچھلے تیس سالوں سے مؤطائین اورطحاوی جیسی اہم کتابوں کی تدریس آپکے ذمہ ہوگئی تھی۔جب دورحدیث کی کتابیں ان کی سپرد کردی گئی تو فرمایا کہ یہ بھی بڑوں کا اعتماد اورحسنِ ظن تھا حالانکہ میں اس قابل نہ تھا۔

حضرت کواللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب صلاحیتوں سے نوازا تھا۔دینی دردوحمیت عصر حاضر کے مغربی اور لادینی افکار ومسائل پر گہری نظر، وسعتِ فکر، حاضر جواب اور پھر اس کے ساتھ ساتھ عربی ، فارسی ، اردو، پشتو کے قادرالکلام شاعر تھے۔ان زبانوں میں کئی قصائد،غزلیں ،مراثی زمانہ طالبِ علمی سے لکھتے رہے۔گویا حضرت فانی صاحب دیوبند ثانی میں علم وادب کے میدان میں شیخ الادب حضرت محمد اعزاز علی رحمہ اللہ کے ہم مثل تھے۔اوراسی طرح علوم وفنون میں کامل دسترس رکھتے تھے۔علمی مزاج متکلمانہ اورفلسفیانہ تھا ہرزیربحث مسئلہ کی عجیب تنقیح فرماتے اور جچے تلے انداز میں موضوع کی تحلیل اور تجزیہ کرتے اور درس کا توانکو ملکہ تامہ حاصل تھا۔گھنٹہ بھر کی درس آدھے گھنٹہ میں دے دیتے اور طلبہ کومطمئن کرتے ۔درس کے دوران ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی لکھا ہوا مقالہ سنا رہے ہیں۔ کلام حشوزوائد اورتکرار سے پاک رہتا تھا۔طبیعت میں جمال کے ساتھ ساتھ جلال بھی بھرپور تھا،حمیت حق کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔اگرکسی نے اضمحلال دین کا کوئی نقشہ پیش کردیا تو بے حد بے چین ہوجاتے ۔دارالعلوم حقانیہ،مولانا سمیع الحق،مولانا فضل الرحمٰن ،مولانا راشد الحق کے خلاف بات کرنے کوبھی برداشت نہ کرتے تھے۔ عوامی زندگی سے گریزاں ،مگر علماء اورطلباء کے علمی اور ادبی محفلیں پسند فرماتے تھے۔انتہائی کم گولیکن جب بات کرتے تو موتیاں بکھیرتے ۔دارالعلوم حقانیہ کے بانی مبانی سے لے کراس کے شجر وحجر اور ادنیٰ مشاغل میں منہمک رہتے ۔موجودہ علمی زوال اور طلبہ کے علمی انحطاط پر بیحد افسردہ تھے اوراس بارے میں وفاق المدارس العربیہ کے نصابی کمیٹی کو ہمیشہ خطوط لکھتے ۔درس میں ہمیشہ طلبہ کو ہرلحاظ سے دارالعلوم حقانیہ اوراپنے اساتذہ سے وفاداری اور

رابطہ رکھنے کی نصیحت فرماتے ۔جمعیۃ علماء اسلام اور ختم نبوت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔اللہ اکبر کیسا سرمایۂ علم وادب ،طلبۂ علومِ دینیہ کومحروم کر کے چھوڑ گیا۔

ان کی جدائی کہ یہ اندوہناک خبر سنتے ہی تمام طلبہ اپنے شفیق استاد کے پیچھے رو پڑے۔تمام اساتذہ بھی انتہائی غمگین انداز میں دارالعلوم حقانیہ کے مسجد میں جمع ہوگئے ۔ استادِ محترم اور حضرت مولانا رحمہ اللہ کے تادمِ واپسیں کے دوست ومحبوب حضرت مولانا راشدالحق صاحب صبح سے لے کر عصر تک ان کی شفقتوں کے پیچھے رورہے تھے اور ایسے حیران و پریشان بیٹھے تھے جیسے کہ ان سے کوئی متاعِ عظیم گم ہوگئی ہواور بقولِ فانی صاحبؒ......

سیل خوں ہرسوں رواں ہے اور ہر دل اشکبار
پھر گیا ہے کسی طرف یا رب مزاجِ روزگار
داستانِ درد و پیہم یا خدا کیسے کہوں
سینہ و تن داغ داغ و دامن دل تار تار

حضرت فانی صاحب ؒ کا دیدار عام پرانے دارالحدیث ہال میں کیا گیا۔چہرۂ انور پر طمانیت وسکون کا عجب سماں تھا۔حضرتؒ کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق دارالعلوم حقانیہ میں صبح 11:00 بجے اداء کی گئی جس میں دارالعلوم کی جدید وقدیم ،فضلاء سابق وزراء ان کے دوستوں اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی ۔اوراس کے بعد تدفین کے لئے ان کو آبائی گاؤں زروبی لے جایا گیا۔ جہاں ان کی دوسری نمازِ جنازہ 4:00 بجے اداء کی گئی اور بعد از جنازہ اپنے عظیم والد اور والدہ صاحبہ کے قرب وجوار میں سپرد خاک کیا گیا۔؎

کیا سوچ کے مٹی میں چھپاتے ہو دوستوں گنجینۂ علوم ہے کوئی مال وزر نہیں

حضرت فانی صاحبؒ کا درود شریف سے عشق تھا۔ایک مرتبہ فرمایا کہ آج مولانا راشدالحق کے ماموزاد بھائی آئے تھے تو ان کو میں نے لو بلڈ پریشر اور ہائی بلڈ پریشر کے لئے ایک عجیب نسخہ دیا میں نے کہا کہ ''حضرت مجھے بھی یہ نسخہ دکھائیں'' تو فرمایا کہ ''لو بلڈ پریشر کیلئے کلمہ طیبہ اور ہائی بلڈ پریشر کے لئے درود شریف کا ورد کیا کرو۔کیونکہ درود شریف میں جمال ہے اور کلمہ طیبہ میں جلال ہے''۔

دارالعلوم حقانیہ ان کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور اس کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق ،مولانا انوارالحق اور مولانا راشدالحق سمیع صاحب کے ساتھ حضرت فانی صاحبؒ کے علائق وروابط اور ایشیاء کی عظیم دینی ،علمی ماہنامہ ''الحق'' پر خصوصی عنایات وتوجہات کی داستان تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔؎

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار صدی کی بات نہیں

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔